ڈاکٹر ریحان غنی

دہشت گردی........فتنہ عظیم

دہشت گردی بہت پرانی اصطلاح ہے۔اس کا مفہوم اس لفظ کے بولنے اور پڑھنے سے ہی ظاہر ہوجاتا ہے، یعنی ایسا فعل یا عمل جس سے سماج میں دہشت پھیلے اور لوگ خوفزدہ ہوں، دہشت گردی ہے۔اسے قرآن کریم نے "فساد فی الارض" کہا ہے۔یہ کام چھوٹے مقصد کے لیے بھی لوگ کرتے ہیں اور بڑے مقصد کے لیے بھی۔اسے کوئی فرد واحد بھی انجام دے سکتا ہے، کوئی گروہ اور تنظیم بھی، یہ دراصل شیطانی فعل ہے جس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔اس شیطانی فعل کے سبب روئے زمین پر سب سے پہلا خون اس وقت بہا جب قابیل نے ہابیل کو محض اپنے ذاتی مفاد کے لیے مار ڈالا۔یہ دہشت گردی کا پہلا واقعہ تھا جو روئے زمین پر پیش آیا۔جسے فرد واحد نے اپنے ذاتی مفاد کی تکمیل نہ ہونے کی صورت میں انجام دیا۔یہ انفرادی دہشت گردی وقت کے ساتھ گروہی دہشت گردی، تنظیمی دہشت گردی، سیاسی دہشت گردی اور حکومتی دہشت گردی میں بدلتی گئی۔اب اس شیطانی فعل کا دائرہ عالم گیر سطح پر پھیل گیا ہے۔

یہ اصطلاح ۱۱ر ستمبر ۲۰۰۱ء میں امریکہ میں دو بڑی عمارتوں پر تباہ کن حملے کے بعد زیادہ موضوع بحث بنی اور اس کا رشتہ ان عناصر نے بہت ہی خوبصورتی، چالاکی اور عیاری کے ساتھ اسلام کے ساتھ جوڑ دیا جو نبی کریم ﷺ کے زمانے سے ہی اسلام کے خلاف سازشیں کرتے رہے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ دہشت گردی اور اسلام دو متضاد چیزیں ہیں۔لیکن دور حاضر کا یہ المیہ ہے کہ جس مذہب (یعنی اسلام) نے دہشت گردی یعنی فساد فی الارض پر شدید ضرب لگائی ہے اسی مذہب کا رشتہ دہشت گردی سے جوڑنے کی منصوبہ بند سازش کی جارہی ہے۔اس پر لمبی لمبی بحثیں ہورہی ہیں اور اس کی تعریفیں متعین کرکے اسے ختم کرنے کی لاحاصل تدبیریں سوچی جارہی ہیں۔مزے کی بات یہ ہے کہ یہ سب وہ لوگ کررہے ہیں جو حقیقت میں اس شیطانی فعل کی حوصلہ افزائی کررہے ہیں اور کرتے رہے ہیں۔ایسا کیوں ہورہا ہے اور زمین پر فساد پھیلانے کا کام کب تک ہوتا رہے گا اور اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے۔ان سوالوں کے جواب کے لیے آیئے قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کریں کیوں کہ قرآن کریم ہی وہ واحد نسخہ ہے جس سے ہم صحیح رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔

قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ معرکہ حق و باطل کا آغاز اس وقت ہوا جب ابلیس نے اپنی

برتری کے غرور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹھکرا دیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کے خدائی حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ معتوب ہو گیا۔ اس طرح غور کیا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ حکم خداوندی کی نافرمانی سے باطل کا ظہور ہوا۔ چنانچہ جہاں جہاں اللہ کے حکم کی نافرمانی ہوگی باطل قوتیں سر اٹھائیں گی۔ آج یہی کچھ ہو رہا ہے۔ معتوب ہونے کے بعد ابلیس نے قسم کھائی کہ وہ قیامت تک خدا کے بندوں کو سکون سے بیٹھنے نہیں دے گا۔ اس نے کہا "مجھے مہلت دے اس دن تک کہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں"۔ اللہ نے فرمایا "تجھ کو مہلت دی گئی"۔ (سورہ الاعراف:۱۵۔۱۴)

پھر ابلیس نے اپنی شیطانی کاروائی کا سب سے پہلے نشانہ حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا اور اس نے انہیں جنت سے نکلوا کر چھوڑا اور قیامت تک بنی نوع انسان یعنی اللہ کے بندوں پر ہر طرف سے حملے کی قسم کھائی۔ ابلیس نے کہا کہ "جیسا تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں بھی ضرور بیٹھوں گا ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر۔ پھر ان پر آؤں گا ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے"۔ (سورہ الاعراف ۱۷:۱۶)

اس طرح ابلیس نے معتوب ہونے کے بعد اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنا، انہیں سیدھی راہ سے ہٹانا اور ان پر چاروں طرف سے حملے کرنا شروع کر دیا۔ پیغمبروں اور صالحین کا قتل، نبی کریم ﷺ اور ان کے رفقاء پر ظلم و تشدد، بیت المقدس پر دشمنانِ اسلام کا قبضہ، چیچنیا اور فلسطین اور دوسرے ممالک میں خونریزی، افغانستان اور عراق پر حملے، ہندوستان میں بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی، اور اس جیسی دوسری کاروائیاں دہشت گردی کے نمونے اور ابلیسی حکمت عملی اور پروگرام کا حصہ ہیں۔ اس طرح دہشت گردی مختلف ممالک کی سرحدیں توڑتی ہوئی اب تقریباً پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اور ابلیس کے شکنجے تیزی سے کستے جا رہے ہیں۔ دنیا میں ماضی بعید اور ماضی قریب میں ہونے والے تشدد کے واقعات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ ابلیس یعنی اسلام مخالف عناصر اپنا دائرہ عمل بڑھاتے ہی چلے جا رہے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کاروائیاں شدید سے شدید تر ہوتی جا رہی ہیں۔ میرا ناقص خیال یہ ہے کہ دہشت گردی یعنی یہ شیطانی فعل اس وقت تک جاری رہے گا جب تک دنیا قائم ہے۔ یعنی دہشت گردی کسی نہ کسی شکل میں قیامت تک جاری رہے گی۔ اور معصوم اور بے قصور لوگ اس کے شکار ہوتے رہیں گے۔ اس کی شدت میں کمی یا زیادتی ہو سکتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس شیطانی فتنہ کا مقابلہ کیسے کیا جائے کہ معاشرے میں اس کے اثرات کم سے کم پڑیں اور اس کے شر سے مسلمان محفوظ رہیں! آیئے اس کے لیے بھی ہم قرآن کریم سے رجوع کریں اور اس پر نظر ڈالتے چلیں کہ نامساعد حالات میں ظلم و تشدد کے ماحول میں اور اسلام دشمنوں کے نرغے میں رہ کر نبی کریم ﷺ نے وہ

کون سی حکمت عملی اپنائی جس سے اسلام کو سربلندی حاصل ہوتی گئی؟ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب ہونے کی مشروط بشارت دی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:''اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہوئے''۔یعنی جب تک ہم مومنانہ کردار پیدا نہیں کریں گے ہم غالب نہیں ہوسکتے۔یعنی دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے مومنانہ صفات وکردار کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔یہ بات یہاں ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ کوئی بھی انسان چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا کام اللہ کی مدد کے بغیر نہیں کرسکتا۔یہاں تک کہ جب انسان دوا کھاتا ہے تو وہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر اثر نہیں کرتی۔اللہ کا حکم نہیں ہوتا تو وہ بے اثر ہوجاتی ہے۔اللہ تعالیٰ کے آگے انسان بے بس اور مجبور ہے۔اپنی بے بسی کا انسان روز مشاہدہ کرتا رہتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی سرکشی جاری رہتی ہے۔دنیا میں انسان کو اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا حق اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا ہے۔جب انسان اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے غیبی نظام کے حلقے سے باہر کردیتا ہے۔یہاں سے وہ شیطان کے نرغے میں چلا جاتا ہے۔اس کے بعد انسان کی پریشانیاں اور دشواریاں شروع ہوجاتی ہیں۔ابلیس نے جب اپنی مرضی سے چلنا چاہا تو معتوب ہوگیا اور جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی خواہش کی پیروی کی تو وہ جنت سے نکالے گئے۔انسان کے سرشت میں اپنی خواہش کی تکمیل کا جزو شامل ہے۔اگر یہ خواہش حکم خداوندی کے تابع نہیں ہوتی تو وہ شیطان کے حکم کے تابع ہوجاتی ہے اور شیطان کے شکنجے کستے چلے جاتے ہیں۔انسان کی اس نفسیات کو اسے خلق کرنے والے سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ انسان اپنی خواہش کے مطابق ماضی میں آسمانی صحیفوں میں ترمیم و تنسیخ کرچکا ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے رکھی ہے تاکہ انسان اپنی خواہش کے مطابق اس میں ترمیم واضافہ نہ کرسکے۔اس طرح انسان کی بے بسی کی بے شمار مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔مثال کے طور پر صرف 'موت'' کو ہی لیجیے۔کوئی بھی انسان مرنا نہیں چاہتا،ہر انسان کی یہ خواہش ہے کہ وہ قیامت تک زندہ رہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کے نظام میں ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔یعنی جو پیدا ہوگا اسے ایک دن مرنا ہی ہوگا۔یہاں اللہ تعالیٰ نے انسان کو بالکل بے بس کردیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے''اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو اور اپنے خیال میں سچے ہو تو جب مرنے والے کی جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور تم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ مر رہا ہے،اس وقت اس کی نکلتی ہوئی جان کو واپس کیوں نہیں لے آتے؟اس وقت تمہارے بہ نسبت ہم اس سے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تم کو نظر نہیں آتے''۔(سورہ واقعہ:۸۷-۸۳)

نبی کریم ﷺ اور ان کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی طاقت اور اس کے غیبی نظام کے آگے ہمیشہ سرنگوں رہے اور خود کو مجبور اور بے بس سمجھ کر اللہ سے مدد کے طلب گار رہے۔یہی وجہ تھی کہ مٹھی بھر جانثاران اسلام اپنے سے کئی گنا

طاقتور بدمقابل پر غالب ہوتے گئے۔ سیرت نبویؐ کی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریمﷺ اور ان کے رفقاء نے کبھی جوشیلی اور ذہنی ہیجان پیدا کرنے والی تقریر نہیں کی۔ کبھی جارحانہ حکمت عملی نہیں اپنائی۔ حصول اقتدار کے بجائے صالح معاشرے کے قیام کے لیے کوشش کی۔ اپنے بدترین دشمنوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا۔ صلح وآشتی، صبر وتحمل، رواداری اور حق گوئی کے ساتھ باطل قوتوں کا مقابلہ کرتے رہے اور یہ ثابت کر دکھایا کہ تاریکی کو تاریکی سے نہیں بلکہ روشنی میں تاریکی کو مٹانے کی صلاحیت موجود رہے گی۔ ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ تاریکی روشنی کو ختم کردے۔ تاریکی لانے کے لیے روشنی کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ روشنی پیدا کرنے کے لیے کبھی تاریکی کے دروازے بند کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اسلام اور اسلامی تعلیمات ضیاء حق ہیں اور دہشت گردی، تاریکی اور ظلمت کا نام ہے۔ جتنی دور تک ہم ضیاء حق پہنچائیں گے، اتنی دور تک ہم تاریکی اور ظلمت کو دور کرنے میں کامیاب ہوسکیں گے۔ دشمنان اسلام روشنی کے دروازے بند کرنے کے درپے ہیں۔ اے مسلم نوجوانو! تم روشنی کے دروازے بند نہ ہونے دو۔ قرآن اور سنت رسولﷺ روشنی کے دروازے ہیں۔ یہ دروازے اگر بند ہوگئے تو پھر سمجھو قیامت آگئی، اس لیے میرے خیال میں اس وقت درج ذیل باتوں پر خصوصی توجہ دینا انتہائی ضروری ہے۔

☆ قرآن ترجمے کے ساتھ پڑھا جائے اور قرآن فہمی کو تحریک کی شکل دی جائے۔

☆ اللہ تبارک وتعالیٰ برتر اور اعلیٰ ہے۔ اس کی برتری تسلیم کی جائے اور اس کے آگے سپر ڈال دیا جائے۔

☆ حکم خداوندی کی نافرمانی سے باطل کا ظہور ہوتا ہے، اس لیے باطل کو توڑنے کے لیے اللہ کے حکم پر ہر حال میں عمل کیا جائے۔

☆ باطل کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کرنے اور مومنانہ فراست پیدا کرنے کے لیے سیرت نبویﷺ کا مطالعہ کیا جائے۔ اور صبر، توکل، رواداری، حق گوئی، صلح وآشتی اور معاملہ فہمی کو مشعل راہ بنایا جائے۔

☆ جوشیلی اور ذہنی ہیجان پیدا کرنے والی تحریروں اور تقریروں اور نعرے بازی سے پرہیز کیا جائے۔

☆ گفتار اور کردار میں مطابقت پیدا کی جائے تا کہ دوسرے ہم پر اعتماد کریں۔

☆ اللہ تعالیٰ پر توکل سے خدائی مدد کے دروازے کھلتے ہیں۔ اس لیے اللہ پر ہر حال میں بھروسہ کیا جائے۔

☆ قرآن وسنت رسولﷺ روشنی کے دروازے ہیں، اس دروازے کو بند نہ ہونے دیا جائے۔

☆ حق کے دروازے کھولے جائیں تا کہ اس کی روشنی سے ظلمت وتاریکی دور ہوسکے۔